18

دوستوں کو چاہیے کہ وہ رمضان کے باقی ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں

(فرمودہ 4 مئی 1956ء بمقام مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"یہاں پہنچنے پر شاید بلندی کی وجہ سے یا سردی کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ پانی موافق نہیں آیا میری طبیعت پہلے تین چار دن بہت خراب رہی لیکن آج سے خداتعالیٰ کے فضل سے افاقہ شروع ہوا ہے۔

یہ رمضان کے دن ہیں اور رمضان کی فضیلت جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بیان ہوئی ہے نہایت اہم ہے۔ قرآن کریم سے پتا لگتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں مومنوں کی دعائیں خاص طور پر قبول کی جاتی ہیں۔1 اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے دنوں کی فضیلت بہت کثرت سے بیان فرمائی ہے۔ پس دوستوں کو چاہیے کہ اب جو تھوڑے سے دن باقی رہ گئے ہیں ان میں وہ خاص طور پر دعائیں کریں تا اللہ تعالیٰ کا فضل ان پر نازل ہو اور وہ رمضان کی برکات سے پورا فائدہ

اُٹھا سکیں۔ روزوں کا اکثر حصہ تو گزر چکا ہے اور جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ اس سے فائدہ بھی اُٹھا چکے ہیں۔ لیکن جو تھوڑا سا حصہ باقی ہے اس میں بھی روزوں اور دعاؤں کے ذریعہ سے انہیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح ناصریؑ سے ایک دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ ہم دیو کیوں نہیں نکال سکے؟ درحقیقت یہ ان کی ایک اصطلاح تھی۔ وہ بیماریوں اور مختلف قسم کی خرابیوں کو دیو کہا کرتے تھے اور حضرت مسیح ناصریؑ کے پاس آ کر کہا کرتے تھے کہ یہ دیو نکال دیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ بیماریاں یا خاص قسم کی دماغی خرابیاں نکال دی جائیں۔ اِسی قسم کے بعض بیمار تھے جن کا حضرت مسیح ناصریؑ نے علاج کیا اور پھر اپنے حواریوں سے فرمایا کہ یہ دیو روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں نکلتے۔2 یعنی کمالاتِ روحانیہ کا حصول روزوں اور دعاؤں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہی مسیح ناصری جنہوں نے یہ کہا تھا کہ بڑی بڑی بیماریاں روزوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں جاسکتیں اُنہی کی امت آج روزوں سے اِتنی بے خبر ہے اور وہ اِتنا کھاتے ہیں کہ شاید ایشیائی ہفتہ بھر میں بھی اُتنا نہیں کھاتے جتنا وہ ایک دن میں کھا جاتے ہیں۔ پس انہوں نے روزہ کیا رکھنا ہے وہ تو روزوں کے قریب بھی نہیں جاتے۔ سال بھر میں صرف تین دن ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ روزہ رکھتے ہیں لیکن ہندوؤں کی طرح جیسے وہ روزہ میں صرف چولھے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاتے۔ مثلاً وہ پُھلکا نہیں کھائیں گے لیکن دودھ دو دو سیر پی جائیں گے۔ عیسائی بھی صرف چند چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ باقی سب کچھ کھاتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ روزے ہو گئے حالانکہ حضرت مسیحؑ یہودیوں میں سے تھے اور یہودیوں میں روزہ بڑا مکمل ہوتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیحؑ خود مانتے ہیں کہ کئی قسم کے دیو یعنی روحانی یا جسمانی بیماریاں ایسی ہیں جو روزہ رکھنے والے کی دعا سے دور ہوتی ہیں اس کے بغیر نہیں ہوتیں۔

بہرحال یہ دن ایسے ہیں جن کی فضیلت کسی ایک مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ تمام مذاہب میں روزوں کی فضیلت تسلیم کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِكُمْ ۔3 یعنی اے مومنو! تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزے رکھنے اُسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر روزے رکھنے فرض کیے گئے تھے۔ اس آیت سے پتا لگتا ہے کہ جس طرح مسلمانوں پر روزے رکھنے فرض ہیں اِسی طرح عیسٰیؑ کی امت پر بھی فرض تھے، موسیٰؑ کی امت پر بھی فرض تھے، ابراہیمؑ کی امت پر بھی فرض تھے اور نوحؑ کی امت پر بھی فرض تھے۔ اسی طرح اَور انبیاء جو مختلف اوقات میں دنیا میں گزرے ہیں اُن کی امتوں پر بھی فرض تھے۔ پس یہ ایک ایسا روحانی ترقی کا ذریعہ ہے جو سب نبیوں میں مشترک طور پر نظر آتا ہے اور تمام امتیں روزوں سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔ لیکن اسلام کو دوسرے مذاہب پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ تمام مذاہب کا جامع ہے۔ یعنی پہلے تمام نبیوں کی خوبیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں جمع ہیں بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر خوبیاں آپ میں پائی جاتی ہیں۔ اور پہلے سارے مذاہب کی خوبیاں اسلام میں جمع ہیں بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر خوبیاں اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ اور پہلی ساری الہامی کتابوں کی اچھی تعلیمیں قرآن کریم میں جمع ہیں بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر اچھی تعلیمیں قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان ایام میں روزوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں کیونکہ یہ اُن کا اپنا مال ہے اور باقی مذاہب نے ظلّی طور پر اس تعلیم کو حاصل کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے کہ خدا نے مجھے خاتم النبیّین بنا دیا تھا۔4 پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ روحانی طور پر تمام انبیاء سے پہلے ہوئے ہیں اس لیے پہلے نبیوں کو جو بھی اچھی تعلیمیں ملی ہیں درحقیقت ظلّی طور پر ملی ہیں کیونکہ وہ تمام تعلیمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھیں۔ پس ان کی کتابوں میں اگر کوئی اچھی تعلیم پائی جاتی ہے تو وہ ہمارا مال ہے۔ اگر آدمؑ نے کوئی اچھی بات بیان کی ہے یا نوحؑ نے کوئی اچھی بات بیان کی ہے یا ابراہیمؑ کے صُحف میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا موسیٰؑ کی کتاب میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا داوٗدؑ کی زبور میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا حزقیلؑ کے صحیفوں میں کوئی اچھی تعلیم ہے یا مسیحؑ کی انجیل میں کوئی اچھی تعلیم ہے تو درحقیقت وہ سب مال مسلمان کا ہی ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ

اَخَذَهَا حَيْثُ وَجَدَهَا 5 یعنی علم اور حکمت کی ہر بات مسلمان کی کھوئی ہوئی چیز ہے وہ جہاں سے بھی ملے اُسے لے لینی چاہیے۔ یعنی جو بھی اچھی تعلیم ابراہیمؑ کے صحف میں پائی جاتی ہے یا موسیٰؑ کی کتاب میں پائی جاتی ہے یا داؤدؑ کے اقوال میں پائی جاتی ہے یا مسیحؑ کے اقوال میں پائی جاتی ہے درحقیقت ظلی پرتَو ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا۔ پس وہ مسلمان کا مال ہے اور وہ جہاں بھی ملے اسے لے لینا چاہیے۔ اگر کسی کی بکری گُم ہو جائے اور وہ اُسے جنگل میں مل جائے تو کیا کوئی شخص ہے جو اسے چھوڑ دے؟ وہ فوراً اسے کان سے پکڑ کر اپنے گھر میں لے آئے گا کیونکہ وہ اُس کا مال ہے۔ اِسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ ہر اچھی بات جو کسی مذہب میں پائی جاتی ہے اصل میں وہ تمہاری ہے۔ وہ کسی غیر کی چیز نہیں بلکہ تمہاری اپنی کھوئی ہوئی چیز ہے اور تمہارا فرض ہے کہ تمہیں جہاں بھی کوئی ایسی چیز ملے اُسے فوراً لے لو۔ روزوں کے متعلق بھی گو قرآن کریم سے پتا لگتا ہے کہ سارے نبیوں کو اِس کا حکم دیا گیا تھا مگر درحقیقت پہلے نبیوں کو یہ حکم اس لیے ملا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ملنے والا تھا۔ پس یہ بھی محمدی مال ہے اور مسلمانوں کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ انہیں جو بھی اچھی چیز ملے خواہ یہودیت میں ملے یا عیسائیت میں ملے، چین میں ملے یا جاپان میں ملے وہ اسے لے لیا کریں۔ کیونکہ اصل میں وہ مال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیے کہ وہ اِن دنوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں، زیادہ سے زیادہ خداتعالیٰ کا قُرب حاصل کریں اور زیادہ سے زیادہ اِس کی برکات حاصل کرنے کی کوشش کریں"۔ (الفضل 9 مئی 1956ء)

---

1 : بخاری کتاب الصَّوْم باب هل يقال رمضان او شهر رمضان

2 : متی باب 17 آیت 21

3 : البقرة:184

4 : كنزالعمال كتاب الفضائل فی قسم الاقوال حديث نمبر 1740

5 : ترمذی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقه على العبادة